باب ۷

امن اور تنوع

Peace and Diversity

تدریسی مقاصد

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ لفظ 'امن' کی تعریف کر سکیں۔
۲۔ ایک پرامن معاشرہ کے اہمیت کی وضاحت کر سکیں۔
۳۔ ایک پرامن معاشرہ کے خصوصیات کی نشاندہی کر سکیں۔
۴۔ مقامی، قومی اور عالمی سطح پر تنازعات اور جنگوں کے وجوہات کی نشاندہی کر سکیں۔
۵۔ مقامی، قومی اور عالمی سطح پر تنازعات اور جنگوں کے نتائج کی نشاندہی کر سکیں۔
۶۔ اُن گروہوں کی نشاندہی کر سکیں جو مقامی، قومی اور عالمی سطح پر تنازعات اور جنگوں سے سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔
۷۔ اِن الفاظ کے تعریف کر سکیں: اِمتیازات، تنوّع، تعصب، سٹیریو ٹائپ اور قربانی کا بکرا بنانا۔
۸۔ متنوع معاشروں کے نمایاں خدوخال بیان کر سکیں۔
۹۔ پاکستانی سماج میں تنوّع کے مسائل کی نشاندہی کر سکیں۔
۱۰۔ ہماری زندگیوں اور ہمارے معاشرہ میں مختلف ثقافتوں، اقدار اور عقائد کے حصوں کی نشاندہی کر سکیں۔
۱۱۔ تنوّع کے حوالے سے پاکستانی اور عالمی ثقافتوں میں فرق کر سکیں۔
۱۲۔ اُن طریقوں کی نشاندہی کر سکیں جن کے ذریعے عالمی تنوّع کو مضبوط بنایا جا سکے۔
۱۳۔ پاکستان میں اقداری تنوّع کے طریقوں کی نشاندہی کر سکیں۔
۱۴۔ ایک طرزِ حیات کے اُن اجزاء کی نشاندہی کر سکیں جو معاشرہ میں تنوّع اور رواداری کے فروغ کا باعث بنتے ہیں۔

NOT FOR SALE

امن
(Peace)

امن جنگ کی ضد کو کہا جاتا ہے اور اِس کے مختلف تعاریف کچھ اِس طرح ہیں:

۱۔ اِنکارٹا اِنسائیکلوپیڈیا کے مطابق ''امن جنگ یا تنازعہ سے آزادی، شور اور افراتفری سے پاک کیفیت اور ملک میں عدم تشدد و عدم افراتفری کا نام ہے۔''
۲۔ ایڈوانس آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق ''امن اِضطراب، شور اور افراتفری سے آزاد حالت کو کہا جاتا ہے۔''
۳۔ دَم ایڈوانس پریکٹیکل ڈکشنری کے مطابق ''امن صلح، سکون، سلامتی اور آسودگی کی کیفیت کا نام ہے۔''

جنگ اور تشدد غیر اِنسانی افعال ہیں اور اِن کے ذریعے کسی کے جان و مال کو نقصان پہنچانا غیر اخلاقی سرگرمی ہے۔ تاریخ میں امن کا تصور ہمیشہ اخلاقیات، خدائی مرضی اور اِقتصادی و سماجی افادیت سے منسلک رہا ہے۔ کوئی اخلاقی ضابطہ یا مذہب بدامنی نہیں چاہتا۔ لوگوں کی اکثریت امن کی خواہشمند ہوتی ہے۔

تیسری دُنیا کی ممالک میں بدامنی کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ بعض افراد یا گروہ غیر قانونی طور پر طاقت کا اِستعمال کرتے ہیں حالانکہ آئین اور قانون کی رو سے طاقت کے اِستعمال کا اِختیار صرف سرکاری اِداروں کو حاصل ہے۔ تاہم حکومت کو بھی بلاضرورت طاقت کا اِستعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ صرف ایسے حالات میں حکومتی طاقت اِستعمال کی جائے جب قومی یا اجتماعی مفادات اِس کا تقاضا کریں۔

پُرامن معاشرے کی اہمیت
(Importance of Peaceful Society)

اِنسانی معاشرہ، ریاست و حکومت اور قانون کا بنیادی مقصد امن کا قیام ہے۔ معاشرتی زندگی و اِداروں کے قیام سے پہلے بدامنی تھی۔ اِنسان کی زندگی میں سکون نہیں تھا۔ مشکلات اور لاقانونیت نے زندگی اجیرن بنا رکھی تھی۔ اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو اِنسانی مشکلات و خطرات اور پریشانیوں کا مقابلہ کرنے کیلئے معاشرتی زندگی وجود پذیر ہوئی جس نے سب سے

پہلے رسم و رواج، اخلاقی ضوابط، مذہبی تعلیمات اور قانون کے ذریعے امن قائم کیا۔ قیامِ امن کا معاشرے میں بہت اہم کردار ہے۔ معاشرہ جنگ وجدل سے بچنے کیلئے کوشش کرتا ہے۔ اِس سے اِنسانی جان و مال کو تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ معاشرے میں امن کے ذریعے ایک محفوظ اور پُرامن ماحول پیدا کیا جاتا ہے۔ جب امن ہو تو تنازعات، اِختلافات اور جنگ وجدل کے پوشیدہ اسباب جو کہ معاشی مقابلے، طاقت کی خواہش اور غیر ملکی غلبے کی شکل میں موجود ہوتے ہیں اُن کو دبایا اور کم کیا جا سکتا ہے۔ امن تنازعات کے پُرامن حل کیلئے راستے تلاش کرتا ہے یعنی مصالحت، گفت و شنید اور ثالثی وغیرہ کے راستے۔

امن اِنسانی فلاح، خوشحالی اور ترقی کا باعث ہے۔ پُرامن معاشرے میں لوگوں کی توجہ اپنے دفاع و حفاظت کی بجائے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے پر ہوتی ہے۔ لوگ پُر اِعتماد انداز میں اپنی ترقیاتی سرگرمیوں میں مصروف ہوتے ہیں۔ بچے پرامن ماحول میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ لوگ اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہوتے ہیں۔ اُنہیں جان و مال اور خاندان کی حفاظت کی فکر نہیں ہوتی۔ مذہبی، سیاسی، سماجی و ثقافتی زندگی عروج پر ہوتی ہے۔ جب جنگ وجدل اور تنازعات نہ ہوں تو لوگ اپنے اپنے مذہبی و سیاسی عقائد پر کاربند ہوتے ہیں۔ اِشتعال انگیزی، فرقہ بندی اور دہشت گردی نہیں ہوتی اور لوگوں کیلئے ترقی کے راستے کھلے رہتے ہیں۔ ایسے معاشروں میں رواداری، برداشت اور قبولیت کا دَور دورہ ہوتا ہے۔ اِسلام میں بھی اُن لوگوں کو خوف ناک انجام سے خبردار رہنے کی تلقین کی گئی ہے جو خدا کی زمین پر فساد پھیلاتے ہیں۔ اِس سے امن کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ پرامن معاشروں میں اِنصاف کو بالادستی حاصل ہوتی ہے اور اِمتیازات بھی نہیں ہوتے۔ ایسے معاشرہ میں اِنسانی توانائی، عقل و فکر تخریبی سوچ و کارروائیوں پر ضائع نہیں ہوتی۔ اِنسانی وسائل بندوق کی جگہ ترقیاتی سرگرمیوں پر خرچ ہوتے ہیں۔ جہاں امن ہو وہاں تشدد اور نفرتیں نہیں ہوتیں۔ زندگی کا پہیہ جذبے کے ساتھ رواں دواں ہوتا ہے اور مایوسی نہیں ہوتی۔ امن امن ہے اور اِسے جس قیمت پر بھی حاصل کیا جائے وہ کم ہے۔ امن زندگی کو جنت نظیر بنا دیتا ہے۔

پرامن معاشرے کی خصوصیات
(Characteristics of a Peaceful Society)

ایک معتدل اور پرامن معاشرے کی کئی خصوصیات ہوتی ہیں۔ پرامن معاشرہ محفوظ معاشرہ ہوتا ہے جہاں جنگ وجدل اور تنازعات نہیں ہوتے۔ ہر کسی کی جان و مال محفوظ ہوتی ہے۔ یہ ترقی کے راستے پر گامزن معاشرہ ہوتا ہے۔ اِسکی وجہ یہ

ہوتی ہے کہ لوگ امن کی وجہ سے اپنی سوچ، توانائی اور سرگرمیاں ترقی کیلئے اِستعمال کرتے ہیں۔ اُنہیں دشمن کے حملوں، شر، فساد اور لڑائی جھگڑوں سے حفاظت حاصل ہوتی ہے۔ اُن کے پاس سوچ اور توانائی کو ترقی پر مبنی سرگرمیوں کیلئے اِستعمال کرنے کے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ پرامن معاشرہ ساکن نہیں ہوتا جہاں امن کی وجہ سے مایوسی نہیں ہوتی بلکہ ہر ایک محفوظ حالت میں ذاتی و قومی ترقی کیلئے متحرک رہتا ہے۔ دُنیا میں ہمیں جہاں بھی ترقی نظر آتی ہے تو پس منظر میں ہمیں امن بھی نظر آنا چاہیئے۔ پرامن معاشرے میں نسلی مسائل بھی نہیں ہوتے۔ خواتین کو بھی امن کی وجہ سے اپنی توانائیوں کو مثبت انداز میں اِستعمال کرنے کے مواقع ہاتھ آتے ہیں۔ ہر ایک کو بلا اِمتیاز کام کرنے کے مواقع میسر ہوتے ہیں۔ پرامن معاشرے میں فنون و علوم بھی ترقی کرتے ہیں۔ ایسے معاشروں میں لوگ محفوظ ہوتے ہیں اور وہ اپنی توجہ تحقیق، ایجادات و دریافتوں پر مرکوز کرتے ہیں۔ جو معاشرے سائنس و ٹیکنالوجی کے حوالے سے ترقی یافتہ ہیں وہاں امن نے اپنا پورا کردار ادا کیا ہے۔ حالتِ جنگ میں فلسطین اور افغانستان کیسے ترقی کر سکتے ہیں۔

پرامن معاشرہ تعلیم یافتہ معاشرہ ہوتا ہے۔ امن کی وجہ سے لوگ تعلیم پر توجہ دیتے ہیں اور ایسے معاشروں میں خواندگی کی شرح نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ امن کی وجہ سے جہالت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ روایتی سوچ میں تبدیلی آتی ہے اور یہ سب کچھ سماجی تغیر کا سبب بنتا ہے۔ یہی سماجی تغیر معاشروں کو زندہ رکھتا ہے۔ ایسے معاشرے جہاں امن ہو وہ مستحکم معاشرے ہوتے ہیں۔ یہ دیرپا، پائیدار اور سدابہار معاشرے ہوتے ہیں۔ جہاں امن ہو وہاں خوشحالی ہوتی ہے۔ ہر ایک پرسکون اور خوش ہوتا ہے۔ پرامن معاشروں میں ثقافتی سرگرمیاں بھی عروج پر ہوتی ہیں۔ ایک پرامن معاشرہ اعلیٰ اوصاف پر مبنی معاشرہ ہوتا ہے۔ اِس میں محبت، اخوت، بھائی چارہ اور تعاون کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ یہاں بدامنی، دہشت و وحشت، افراتفری، فرقہ پرستی اور انتہا پسندی جیسے مسائل بھی نہیں ہوتے اِس لئے تو ایسے معاشروں کو پرامن معاشرہ کہا جاتا ہے۔ پرامن معاشروں میں اِنصاف کا دور دورہ ہوتا ہے۔ ایسے معاشروں میں اظہارِ رائے کی آزادی ہوتی ہے اور ہر ایک کو حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

معاشرہ میں امن کئی دیگر اچھی سرگرمیوں کا باعث بنتا ہے۔ اِس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ایک بہترین معاشرے کی بنیاد امن ہے۔ اگر امن ہے تو سب کچھ ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔ پاکستان میں بدامنی کی وجہ سے ترقی و تبدیلی کا عمل رُک گیا ہے۔ حکومت کی ساری توجہ قیامِ امن پر ہے۔ اس کے برعکس ہمارا ہمسایہ ملک چین مثالی امن کی وجہ سے ایک اُبھرتی ہوئی عالمی طاقت ہے۔

NOT FOR SALE

مقامی، قومی اور عالمی سطح پر تنازعات اور جنگوں کی وجوہات

(Causes of Conflicts and Wars at Local, National and International Level)

مقامی وجوہات:

مقامی سطح پر جنگوں کی ایک بڑی وجہ جہالت ہے۔ ترقی پذیر اور پسماندہ معاشروں میں تعلیم کی شرح بہت کم ہے اور اِسی وجہ سے مقامی معاشروں میں جنگ اور بدامنی کے اِمکانات بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ مذہبی فرقہ پرستی بھی باہمی اِختلافات کا سبب ہے۔ برداشت، رواداری اور قبولیت کی کمی ہے اور فرقہ پرستی زوروں پر ہے۔ سیاسی اِختلافات کی بناء پر بھی جنگیں ہوتی ہیں اور ایک دوسرے کے نظریات کو نیچا دکھانے کیلئے تشدد اور بندوق کا سہارا لیا جاتا ہے۔

قومی وجوہات:

ایسے ممالک میں تنازعات کا امکان زیادہ ہوتا ہے جہاں ایک سے زیادہ نسلیں و قومیتیں آباد ہوں۔ مثال کے طور پر پاکستان میں ایک سے زیادہ نسلیں و قومیتیں آباد ہیں۔ اِس مسئلے کی بنیاد پر مشرقی پاکستان الگ ہوا۔ علاقائی مفادات اور وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم بھی قومی سطح پر تنازعات کا سبب بنتی ہے۔ ایسے ممالک میں ایک مضبوط وفاقی دستور کے ذریعے اِس مسئلے کو قابو کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جیسا کہ بھارت میں ہے۔ مذہبی منافرت اور فرقہ بندی بھی تنازعات و اِختلافات کا ایک سبب ہے۔ پاکستان میں لوگ کئی مذہبی فرقوں میں تقسیم ہیں اور یہ تقسیم اِنتہائی حد تک پہنچ گئی ہے جو ملک کیلئے مفید نہیں۔ پاکستانی سیاست میں تشدد کے رجحانات بھی پائے جاتے ہیں اور اِس کے پیچھے سیاسی نظریات کا اِختلاف کارفرما ہوتا ہے۔ اِس کے علاوہ جہالت، غربت اور بے روزگاری وغیرہ بھی قومی سطح پر تنازعات کا باعث ہیں۔

عالمی وجوہات:

گھر، خاندان، قبائل اور ملک کی طرح عالمی سطح پر بھی جنگیں ہوتی ہیں۔ دُنیا کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ پہلی جنگِ عظیم، دوسری جنگِ عظیم، پاک بھارت جنگیں، چین بھارت جنگ، ایران عراق جنگ، کوریا امریکہ جنگ، امریکہ عراق جنگ اور افغان امریکہ جنگ وغیرہ زندہ مثالیں ہیں۔ اِن جنگوں کے اسباب پر غور کرتے ہوئے کئی مشترکہ وجوہات سامنے

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

آتی ہیں۔ اِن میں سب سے اہم قومی مفادات کا حصول ہے۔ ہر ملک کے اپنے مفادات ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی اُمور میں ہر چیز تبدیل ہوسکتی ہے لیکن قومی مفادات پر سودے بازی نہیں کی جاتی۔ ہاں قومی مفادات میں حسبِ ضرورت تبدیلی ضرور کی جاتی ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کا تیل امریکہ اور دیگر ترقی یافتہ ممالک کیلئے نہایت اہم قومی مفاد ہے اور شاید خطے میں جنگوں کا ایک سبب بھی ہے۔ عالمی تنازعات کا ایک اور سبب علاقوں کی ملکیت ہے۔ پاک بھارت جنگوں کے پیچھے ایک اہم محرک کشمیر کا علاقہ ہے۔ بھارت چین کی جنگ علاقے کی ملکیت پر ہوئی۔ ایران عراق جنگ شط العرب کے علاقے کی ملکیت پر ہوئی اور فلسطین و اسرائیل کے درمیان ایک طویل جنگ کا سبب بھی علاقہ ہے۔ وسائل پر بھی بین الاقوامی جنگیں ہوتی ہیں۔ عراق کویت جنگ کا اہم سبب تیل تھا۔ اِس طرح عالمی تذکروں اور تبصروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ عراق اور امریکہ جنگ دیگر وجوہات کے علاوہ وہاں تیل کی موجودگی بھی تھی۔ عالمی جنگوں کی ایک اہم وجہ چھوٹے اور کمزور ممالک میں بڑی طاقتوں کی بالادستی کا قیام ہے۔ اِنسانوں اور ممالک کا اِستحصال بھی جنگوں کا سبب بنتا ہے۔ دوسری جنگِ عظیم کا سب سے اہم سبب جرمنی کے ساتھ کیا جانے والا غیر اِنسانی اور اِستحصالی سلوک تھا۔ ہٹلر نے اُس کو بنیاد بنا کر جرمن قوم کو متحد کیا۔ دُنیا میں اکثر تنازعات کا سبب نظریات میں اِختلاف اور بالادستی کا تصور ہوتا ہے۔ دُنیا میں سوویت یونین اور امریکہ کے درمیان 1945-1990ء تک سرد جنگ (Cold War) لڑی گئی جس کا بالآخر انجام سوویت یونین کے خاتمہ پر ہوا۔ اسلحہ کی دوڑ بھی عالمی جنگوں کا سبب بنتی ہے۔

مقامی، قومی اور عالمی سطح پر تنازعات اور جنگوں کے نتائج واثرات

(Impacts of Conflicts and Wars at Local, National and International Level)

ہر جنگ اور تنازعہ کے دوررس اثرات ہوتے ہیں خواہ یہ جنگ مقامی، علاقائی یا عالمی سطح پر کیوں نہ ہو۔ ذیل میں ایک خاکہ پیش کیا جارہا ہے:

مقامی اثرات:

جنگ کا ایک اہم نتیجہ غیر مستحکم معاشرے کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ جنگ زدہ معاشرہ افراتفری اور بگاڑ کا شکار رہتا ہے۔ کچھ عرصے تک بدامنی رہتی ہے اور امن وامان کی صورتِ حال اچھی نہیں ہوتی۔ فریقین ایک دوسرے سے نفرت

کرتے ہیں۔ جنگ دو افراد کے درمیان کیوں نہ ہو اس سے تمام رشتوں پر اثر پڑتا ہے اور سارا قبیلہ یا خاندان متاثر ہوتا ہے۔ آخرکار عرصہ دراز تک نفرتیں وعداوتیں موجود رہتی ہیں جو ترقی اور تخلیقی عمل پر منفی اثر ڈالتی ہیں۔ جب لوگ حالت جنگ میں ہوں تو جنگ کے بعد اقتصادی پسماندگی اور غربت اُن کا مقدر بن جاتی ہے۔ دوبارہ بحالی کیلئے کافی جدوجہد کرنی پڑتی ہے کیونکہ جنگ کی وجہ سے اُن کے کاروبار خراب ہوجاتے ہیں اور لوگوں کا جانی ومالی نقصان ہوتا ہے۔ جنگ کا نتیجہ تاریکی ہے اور تنازعہ روشنی کا دشمن ہے۔ جنگ کی وجہ سے جہالت میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ بچوں کی تعلیم میں تسلسل ختم ہوجاتا ہے۔ جب تعلیم نہ ہو اور روزگار بھی متاثر ہو تو روایت پسندی جڑیں پکڑتی ہیں۔ سماجی بگاڑ بھی جنگ کے نتائج میں شامل ہے۔ تعاون اور اخوت کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اِنتقام کے جذبات فروغ پاتے ہیں اور یہ ایک اور خطرناک جنگ کا سبب بنتا ہے۔

قومی اثرات:

ملک کے اندر تنازعوں، اِختلافات اور جنگوں کا اثر غربت کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ اقتصادی ڈھانچہ تباہ ہوجاتا ہے۔ دوبارہ ایک ایک تنکا جمع کرکے آشیانہ بنانا پڑتا ہے جو کہ ایک محنت طلب کام ہے۔ جنگ کی وجہ سے بے روزگاری اور مہنگائی میں اضافہ ہوتا ہے اور آخرکار غربت قوموں کا مقدر بن جاتی ہے۔ جنگ کے نتیجہ میں تعلیم پر اثر پڑتا ہے۔ تعلیمی اِداروں کو نقصان پہنچتا ہے جیسا کہ خیبر پختونخوا میں ہوا۔ طلباء وطالبات میں بے چینی، مایوسی اور عدم تحفظ بڑھ جاتا ہے اور تعلیمی اِداروں میں حاضری کم پڑ جاتی ہے۔ نتیجہ روایت پسندی اور جہالت میں اضافہ کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ جنگ کے بعد اِنتہاپسندانہ اور اِنتقامی سوچ میں مزید اضافہ بھی ہوسکتا ہے۔ جنگ کے بعد ایک عرصے تک لاقانونیت بھی ہوتی ہے۔ جنگوں کی وجہ سے ملکی سطح پر بے گناہ لوگوں کا مالی وجانی نقصان بھی ہوتا ہے۔ سیاسی عدم اِستحکام بھی جنگوں کے نتائج میں شامل ہے۔

بین الاقوامی اثرات:

عالمی سطح پر جنگوں کے اثرات اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ جنگوں کے بعد اِنتقام کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جو کہ کسی خطرناک ٹکراؤ کا باعث بنتے ہیں۔ عدم تحفظ اور اِنتقام قوموں کو اَسلحے کی دوڑ پر مجبور کرتا ہے۔ اِسکی روشن مثال شمالی کوریا، اِیران، پاکستان، بھارت اور چین وغیرہ میں ایٹمی اسلحہ کی دوڑ ہے۔ اقوام کے درمیان جنگیں نتیجے کے طور پر عالمی دہشت گردی اور اِنتہاپسندی کا سبب بنتی ہیں۔ جنگوں کے بعد اِقتصادی بحران پیدا ہوتے ہیں۔ نہ صرف شکست کھانے والے ممالک بلکہ جیتنے والے بھی معاشی بحران کا سامنا کرتے ہیں۔ جنگ عظیم دوم کے بعد برطانیہ جیتنے والوں میں شامل تھا لیکن وہ اِتنا جنگ زدہ تھا کہ برطانیہ نے کئی نوآبادیات کو آزادی دی۔ جنگوں کے بعد کے واقعات سیاسی توڑ پھوڑ کا سبب بھی

ہیں۔ ممالک کے اندر قیادت کی شکل میں سیاسی تبدیلیاں اور سیاسی نظاموں میں تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ عدم تحفظ کی بناء پر نئے اِتحاد جنم لیتے ہیں اور نئی معاشی تنظیمیں بنتی ہیں۔

مقامی، قومی اور عالمی سطح پر تنازعات اور جنگوں سے متاثر ہونے والے گروہوں کی نشاندہی

(Identification of Groups Afftected by Conflicts and Wars at Local, National and International Level)

جنگوں اور تنازعات کا نشانہ تو کسی نہ کسی طرح سارے لوگ بنتے ہیں لیکن بعض گروہ خاص طور پر جنگوں اور تنازعات کے زیرِ اثر آتے ہیں۔ اُن گروہوں کی نشاندہی ذیل میں کی جارہی ہے:

مقامی گروہ:

مقامی جنگوں کی وجہ سے سماجی گروہ اور رشتوں پر اثر پڑتا ہے۔ رشتے سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں خصوصاً اُس وقت جب فریقین کا تعلق ایک قبیلے یا خاندان سے ہو۔ مقامی تنازعات میں کوئی بھی آسانی سے معتدل راستہ اِختیار نہیں کرسکتا۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح ہے کہ مقامی تنازعات سے سماجی گروہ سب سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ مقامی جنگوں اور تنازعات سے بچے، بوڑھے، خواتین ومعذور یعنی کمزور طبقہ یا گروہ بھی متاثر ہوتا ہے۔ اِن لوگوں کو دیکھ بھال اور سہارے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن جنگوں کے دوران یا بعد میں ایسا کرنا مشکل ہوجاتا ہے اور اِس گروہ پر منفی اثر پڑتا ہے۔ کاروباری گروہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جب مقامی سطح پر لوگ جنگ میں مصروف ہوں تو اُن کے کاروبار اور دیگر کاروباری گروہ بھی نقصان کا سامنا کرتے ہیں۔ اِس کی ایک روشن مثال کراچی اور صوبہ خیبر پختونخوا میں بدامنی اور خودکش حملے اور دھماکے ہیں۔ اِن کا بے حد اثر کاروباری گروہ پر پڑا ہے اور خرید وفروخت میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے۔ جب مقامی سطح پر جنگوں کی بنیاد مذہب اور عقیدہ ہو تو اقلیتی مذہبی گروہ بُری طرح متاثر ہوتے ہیں۔ اُن کیلئے زمین تنگ کی جاتی ہے۔ کمزور معاشرتی طبقات اور مزدور کار لوگ بھی نقصانات کا سامنا کرتے ہیں۔

NOT FOR SALE

قومی گروہ:

قومی سطح پر تنازعات کا اثر کمزور لسانی و نسلی گروہوں پر پڑتا ہے۔ کثیر النسلی ریاستوں میں چونکہ تنازعے اور جنگ کی اصل وجہ نسلیں ہوتی ہیں اِسلئے جنگوں کا اثر بھی اُن پر پڑتا ہے۔ جو چھوٹی اور کمزور ہوتی ہیں انہیں نقصانات اُٹھانے پڑتے ہیں۔ مذہبی تنازعات میں کمزور مذہبی فرقہ نقصانات کا سامنا کرتا ہے۔ وہ عدم تحفظ اور مایوسی کا شکار ہوجاتے ہیں اور اُن کی سماجی اور معاشی زندگی خراب ہوجاتی ہے۔ ہر جنگ میں مزدور و کاروباری گروہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اُن کا کاروبار کمزور ہوجاتا ہے اور انہیں ایک معاشی بحران کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ صنعتیں برباد اور سرمایہ کاری میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔ قوم کو مجموعی طور پر بھی معاشی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ قومی سطح پر تنازعات اور جنگوں کا سیاسی گروہ پر اثر پڑتا ہے۔ جنگ و تنازعے کے دوران تعمیری اور مثبت کردار ادا کرنے والوں کی سیاسی مقبولیت میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ منفی اور متذبذب کردار ادا کرنے والوں کی مقبولیت کا گراف گر جاتا ہے۔ قومی سطح پر جنگ اور تنازعات کا اثر ثقافتی گروہ پر بھی پڑتا ہے۔ پاکستان کے اِس وقت کی اندرونی امن و امان کی صورتِ حال نے ثقافتی سرگرمیوں کو خصوصی طور پر نشانہ بنایا ہوا ہے فنکاروں کی اکثریت یا تو بیرونِ ملک چلی گئی ہے یا خاموشی اِختیار کیے ہوئے ہیں۔

عالمی گروہ:

بین الاقوامی سطح پر جنگوں اور تنازعات سے عام لوگوں کی طرح مخصوص گروہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ شکست خوردہ گروہ یا اِتحاد کو عالمی غیظ و غضب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اُنہیں عالمی دباؤ برداشت کرنا پڑتا ہے اور نہ چاہتے ہوئے بھی فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ اِس کی مثال پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے دوران ہارنے والی محوری طاقتوں کی ہے جنہیں کئی اِنتقامی معاہدات کا سامنا کرنا پڑا۔ جنگ کا نزلہ کمزور ممالک کے گروہ پر پڑتا ہے اور انہیں کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انہیں جنگ جیتنے والی بڑی طاقتوں کی صف میں مجبوراً کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ ممالک کے درمیان جنگ اور تنازعات کا سیاسی قیادت اور سیاسی جماعتوں کے گروہوں پر بھی اثر ہوتا ہے۔ بعض قائدین اِن جنگوں کے دوران عالمی عزت و شہرت حاصل کرتے ہیں جبکہ کئی لوگ بدنام ہوجاتے ہیں۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران امریکی صدر وِلسن نے نام کمایا جبکہ جرمن بادشاہ ولیم (Wiliam) بدنام ہوا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران امریکی صدر روزویلٹ، برطانوی وزیرِاعظم ونسٹن چرچل اور روسی صدر سٹالن کی عالمی سیاسی قد میں اضافہ ہوا جبکہ جرمن سربراہ ہٹلر کو عالمی جنگ کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ عراق امریکہ لڑائی کے بعد عراقی صدر صدام حسین کو وِلن کے طور پر پیش کیا گیا۔ اِس طرح عالمی تنازعات سے سیاسی جماعتوں کے گروہ متاثر ہوتے

ہیں۔ ایک گروہ فائدہ اُٹھاتا ہے جبکہ دوسرا نقصان۔ عالمی جنگوں کی وجہ سے عالمی کاروباری گروہ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ سرمایہ کاری، صنعت کاری اور تجارت وغیرہ پر اثر پڑتا ہے۔ فوجی لوگ بھی جنگ سے متاثر ہوتے ہیں اور انہیں جانی نقصان پہنچتا ہے۔ عام لوگوں کے گروہ بھی متاثر ہوتے ہیں اور اُن کو مالی و جانی نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اِمتیازات: (Discrimination)

اِنسانی معاشروں میں روزِ اوّل سے اِنسانوں کو اِمتیازات کا سامنا ہے۔ اِنسانی اِمتیاز ایک بہت بڑی اخلاقی، مذہبی اور معاشرتی برائی ہے۔ اِس کی تعریف کچھ اِس طرح کی گئی ہے:

۱۔ اِنکارٹا ڈکشنری کے مطابق "نسل، زبان، عمر، مذہب یا جنسی تعصب، بغض اور بدگمانی کی بنیاد پر کسی فرد یا گروہ سے غیر منصفانہ سلوک۔"

۲۔ جم ایڈوانس پریکٹیکل ڈکشنری کے مطابق "تفریق کرنے کا عمل اِمتیاز ہے۔"

۳۔ ایڈوانس آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق "معاشرے کے کسی فرد یا گروہ کے ساتھ دوسروں کی نسبت غیر منصفانہ سلوک کا عمل اِمتیاز کہا جاتا ہے۔"

اِمتیاز ایک ایسا نفسیاتی و معاشرتی عمل ہے جو ہر معاشرے میں کہیں کم اور کہیں زیادہ موجود ہے۔ یہ حق میں بھی ہوسکتا ہے اور خلاف بھی۔ یعنی کہ کوئی فرد یا گروہ دوسروں کی نسبت زیادہ حمایت و عنایت حاصل کررہا ہے یا اِس سے محروم رکھا جارہا ہے۔ عام اِصطلاح میں اِس کا زیادہ جھکاؤ محرومیت کی طرف ہے۔ اِمتیاز کرکے ایک گروہ یا فرد کو مواقع اور سہولیات سے محروم رکھا جاتا ہے۔ اِمتیاز کو جدید دور میں ایک انتہائی غیر انسانی فعل سمجھا جارہا ہے کیونکہ یہ ایک پڑھے لکھے معاشرے کی خصوصیت نہیں۔ دُنیا کے تقریباً تمام مذاہب خاص طور پر اِسلام میں نسلی اِمتیاز کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ اِمتیاز کی کئی اقسام یا انداز ہیں یعنی معاشی اِمتیاز، سیاسی اِمتیاز، سماجی اِمتیاز، جنسی اِمتیاز، معذوری کی بناء پر اِمتیاز اور نسلی و لسانی اِمتیاز وغیرہ۔ اِن اِمتیازات میں نسلی اِمتیاز کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

تنوّع (Diversity)

تنوّع یا تفریق کیلئے انگریزی میں "Diversity" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ لفظ فرانسیسی زبان کے راستے یونانی زبان کے لفظ "Diversus" سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہے 'کئی، ایک سے زیادہ یا کئی اقسام کا'۔ تنوّع سے مراد کئی افراد یا اشیاء کا ایک ایسا سلسلہ یا رنگا رنگی ہے جو ایک دوسرے سے مختلف ہوں۔ اِنکارٹا انسائیکلوپیڈیا نے اس کی تعریف کچھ یوں کی ہے کہ "تنوّع سے مراد کسی چیز کی مختلف اقسام مثلاً رائے، رنگ اور انداز وغیرہ۔" تنوّع یا تفریق کو عموماً اِن معنوں میں لیا جاتا ہے "کسی گروہ، معاشرہ یا اِدارہ میں نسلی، سماجی بشمول معاشی اور جنسی اقسام وغیرہ۔" فیروز اللُّغات نے تنوّع کا مطلب گونا گونی، قسم قسم کا ہونا اور مختلف رنگ کا ہونا بیان کیا ہے۔ دراصل اِسکا مطلب ہے مختلف نسلوں، سماجی اور معاشی طور پر مختلف لوگوں کا مجموعہ یا جنس کی بنیاد پر فرق وغیرہ۔ وہ معاشرہ تنوّع معاشرہ کہلاتا ہے جو مختلف نسلوں، زبانوں، ثقافتوں اور معاشی طبقات وغیرہ کا مجموعہ ہوتا ہے۔ دُنیا میں کئی ایسے ممالک یا ایک ہی ملک کے اندر ایسے معاشرے موجود ہیں جہاں نسلی، معاشرتی، مذہبی، جنسی اور معاشی یکسانیت نہیں ہوتی۔ ایسے معاشرے کو تنوع یا تفریقی معاشرہ کہا جاتا ہے۔ اِس کے فائدے بھی ہیں اور نقائص بھی۔ مثلاً ایسے معاشروں میں امن وامان کے فقدان کا اِمکان ہوتا ہے۔ یہاں سماجی رشتے مضبوط نہیں ہوتے؛ برداشت اور قبولیت نظر نہیں آتی؛ ایثار اور قربانی کی کمی ہوتی ہے؛ سماجی وثقافتی سرگرمیاں کم ہوتی ہیں اور بدعنوانی کا اِمکان زیادہ ہوتا ہے۔ البتہ ایسے معاشروں میں مثبت مقابلے کا رُجحان پایا جاتا ہے اور یہاں برادری کے پیدا کردہ مسائل نہیں ہوتے۔

تعصب (Prejudice)

کسی فرد یا گروہ کے حق میں یا برخلاف پہلے سے تیار شدہ اور غیر ثابت شدہ فیصلہ یا رائے تعصب کہلاتا ہے۔ جدید دُنیا میں تعصب کا مطلب دوسروں کے ساتھ کسی نظریئے یا سماجی ونسلی گروہ میں رکنیت کی وجہ سے ناموافق اور دشمنانہ رویہ اپنانا ہے۔ نسلی عصبیت کو بھی تعصب کہا جاتا ہے۔ اِسکا ایک اہم خاصہ مخالف فرد یا گروہ کی حیثیت کو کم اور ادنیٰ ثابت کرنے کی کوشش بھی ہے۔ ایک ہی معاشرہ میں اعلیٰ واکثریتی نسلی گروہ کسی اقلیتی اور ادنیٰ گروہ کے ساتھ متعصبانہ رویہ روا رکھتا ہے۔ اِسی طرح اِمتیازات جنم لیتے ہیں۔ یہی تعصب بعض معاشروں میں قانونی ورسمی طور پر نسلی جدائی کا باعث بنتا ہے۔ ہمارے معاشروں میں تعصب کے

کئی انداز ہیں مثال کے طور پر سرمایہ داروں کا ایک دوسرے کے ساتھ تعصب یا پھر سرمایہ داروں کا غریب طبقہ سے تعصب۔ عہدے، سماجی رُتبے، ثقافتی بالادستی، علم میں برتری اور مذہب وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو تعصب کا سبب بن سکتی ہیں۔ یکجہتی ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعے تعصب کو ختم یا کم کیا جاسکتا ہے۔

کسی چیز کو رسمی یا کم سمجھنا۔ لکیر کا فقیر (Stereotype):

سٹیریوٹائپ کا مطلب دو زاویوں سے سمجھنا ضروری ہے۔ ایڈوانس آکسفورڈ ڈکشنری اور مائیکروسافٹ اِنسائیکلوپیڈیا اِنکارٹا نے اِسکا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ کسی فرد یا گروہ کی اصلیت کو مسخ شدہ انداز میں پیش کرنا یا اہم حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے اِس طرح سادہ وسہل انداز میں پیش کرنا کہ معنی بدل جائیں۔ کسی کی اصلیت کو مسخ شدہ اور حقائق کے برعکس درجے تک کم کرنا سٹیریوٹائپ ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری نے اِس کی تعریف یوں کی ہے "کسی شخص یا چیز کے بارے میں ایک ایسا مستقل خیال جو حقیقت میں درست نہ ہو۔" مثال کے طور پر نسلی سٹیریوٹائپ افراد کے ایک گروہ کے رویئے، شخصیت اور شکل وشباہت کی بناء پر حقائق سے کم اور مسخ شدہ خصوصیات کے ساتھ پیش کرنا ہے جیسا کہ ایک مخصوص نسلی گروہ کو بے کار، بے وقوف، بد دیانت اور پُر تشدد وغیرہ کے طور پر پیش کیا جائے جبکہ اصل میں وہ گروہ ایسا نہ ہو۔ بعض اہم افراد، اِداروں اور گروہوں کو اُن کی حیثیت سے کم بیان کیا جاتا ہے تاکہ اُن کی قیمت پر اپنے آپ کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جائے۔ یہ ایک انتہائی غیر اِنسانی فعل ہے کیونکہ محنت، جدوجہد اور سخت کام کوئی اور کرے اور فائدہ کوئی اور لینے کی کوشش کرے۔ نہ صرف فائدہ لے بلکہ اصلی فرد یا گروہ کو بدنام یا کمزور بھی ثابت کیا جائے۔ ہم روزمرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ گھر میں ایک کارنامہ کوئی اور سرانجام دیتا ہے لیکن اس پر شاباش یا اِنعام واِکرام کوئی اور حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اصلی فرد کو بدنام بھی کیا جاتا ہے۔ پسماندہ ممالک میں یہ عمل سیاسی مقاصد کیلئے بھی کیا جاتا ہے۔

اِس کا دوسرا مطلب لکیر کا فقیر ہونا ہے جیسا کہ چیمبرز ایڈوانس ڈکشنری نے بیان کیا ہے۔ اِس سے مراد وہ فرد یا گروہ جو لکیر کا فقیر ہو اور کسی بھی قسم کی تبدیلی یا سماجی تغیر کا مخالف ہو۔ ایسے لوگ غیر لچکدار اور سخت سوچ کے ہوتے ہیں اور ملکی ترقی میں اِن کا کوئی خاص حصہ نہیں ہوتا۔ یہ لوگ اور گروہ ایک ہی ڈگر پر قائم رہتے ہیں۔

NOT FOR SALE

فرضی قصوروار (Scapegoat):

جب کسی فرد یا گروہ کو کسی غلط یا خراب کام کیلئے بدنام کیا جائے تا کہ اصلی مجرم کی جان خلاصی ہو تو اِسے قربانی کا بکرا بنانا کہا جاتا ہے۔ سادہ الفاظ میں غلطی ایک کرتا ہے اور اِس کی ذمہ داری کسی اور پر ڈال کر اُسے قصوروار بنایا جاتا ہے۔ یہ ایک غیر انسانی فعل ہے کیونکہ ایک کمزور، بے بس، لاچار اور غریب کو بھینٹ چڑھایا جاتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ علاقے کے خوانین، سردار، چودھری اور وڈیرے اپنے گناہ اور غلطی کیلئے کسی اور کو مجرم بناتے ہیں۔

متنوع معاشروں کی خصوصیات
(Features of Diversed Societies)

متنوّع معاشرے کی اہم خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ مخلوط ثقافت (Mixed Culture):

جیسا کہ تنوّع اور تفریق کی تعریف سے ظاہر ہے کہ تنوّع کسی بھی بنیاد پر مختلف اقسام کو کہا جاتا ہے۔ وہ معاشرہ جہاں مختلف ثقافتوں، نسلوں اور دیگر مختلف عوامل کی بنیاد پر کئی منفرد گروہ آباد ہوں تو اُن کے باہمی اِمتزاج سے ایک مخلوط ثقافت پیدا ہوتی ہے۔ جیسے مختلف پھولوں کا گلدستہ۔ اِس اِمتزاج کے باوجود ہر گروہ اپنی اِنفرادی حیثیت برقرار رکھتا ہے۔ پاکستانی معاشرہ ہمارے سامنے ہے۔ اِس میں مختلف نسلوں، زبانوں اور ثقافتوں کے گروہ مل جل کر رہائش پذیر ہیں۔ سب کے اِشتراک سے ایک قومی یا پاکستانی ثقافت بن گئی ہے لیکن پھر بھی ہر گروہ کی انفرادیت قائم ہے۔

۲۔ باہمی تعاون کا فقدان (Lack of Cooperation):

ایسے متنوّع معاشروں میں باہمی تعاون کا فقدان ہوتا ہے۔ یہاں باہمی ایثار و قربانی، برداشت و قبولیت، مل جل کر رہنے اور تعاون کی کمی ہوتی ہے۔ یہاں اکثر اوقات گروہی مفاداتی ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے۔ ایسے معاشروں میں قومی اور اِجتماعی سوچ کی کمی ہوتی ہے۔

۳۔ سیاسی عدمِ اِستحکام (Political Instability):

اگر اِجتماعی کوشش نہ کی جائے اور عوامی شعور کی موثر آگہی نہ ہو تو متنوع معاشروں میں سیاسی عدمِ اِستحکام پیدا ہوتا ہے۔ ہر گروہ کے اپنے گروہی مفادات ہوتے ہیں جن کی بناء پر سیاسی جماعتوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ گروہی محرومیاں جنم لیتی ہیں۔ کئی گروہ سیاست میں بالادستی حاصل کر جاتے ہیں۔ اِس طرح سیاسی طور پر ایک غیر مستحکم معاشرہ وجود پذیر ہوتا ہے۔

۴۔ معاشی عدمِ اِستحکام (Economic Instability):

متنوّع معاشروں میں ایک یا کئی گروہ معاشی فوقیت حاصل کرتے ہیں۔ ملکی معیشت اُن کے قابو میں آجاتی ہے۔ کئی گروہ پیچھے رہ جاتے ہیں اور پھر اُن کا معاشی اِستحصال کیا جاتا ہے۔ جو معاشی عدمِ اِستحکام کا سبب بنتے ہے۔

۵۔ مقابلے کا رُجحان (Trend of Competition):

تقریباً ہر متنوّع معاشرے میں باہمی مقابلے کا رُجحان پایا جاتا ہے جو مجموعی ترقی کا باعث بنتا ہے۔ یہ مقابلہ اِبتداء میں حوصلہ افزا ہوتا ہے لیکن بعد میں یہ عموماً غیر صحت مند ہو جاتا ہے جو قومی مفادات کیلئے نقصان دہ ہوتا ہے۔

ایسے معاشروں کی بقاء و ترقی کیلئے مخلصانہ کوششوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے عوامل کو تلاش کرنا پڑتا ہے جو اِس گلدستے کو یکجا رکھ سکیں۔ مثال کے طور پر پاکستان میں مذہب اُن اہم عوامل میں سے ایک ہے جو تمام گروہوں کو متحد رکھ سکتا ہے۔ اِس کے علاوہ یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ اِن تمام متنوّع گروہوں کے دیگر مشترک اقدار کو خصوصی توجہ دی جائے۔

پاکستانی معاشرے میں تنوّع سے پیدا ہونے والے مسائل
(Problems Created by Diversity in Pakistan)

پاکستان مختلف نسلوں، لسانی گروہوں اور مختلف ثقافتوں پر مشتمل ملک ہے۔ ایسے ممالک اور معاشروں میں کئی

NOT FOR SALE

مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ذیل میں تنوّع سے پیدا ہونے والے مسائل کا مختصر ذکر پیش کیا جا رہا ہے:

۱۔ پاکستان میں مختلف النسل گروہوں کی موجودگی باہمی ٹکراؤ کا باعث ہے۔ تعلیم اور عوامی شعور کم ہے جس کی وجہ سے گروہی ٹکراؤ زیادہ ہے۔

۲۔ گروہوں کے درمیان سیاسی میدان میں مقابلے کا رُجحان ہے۔ اِس کی وجہ سے سیاست میں علاقائیت اور صوبائیت کا غلبہ ہے۔ سیاسی جماعتوں اور مفاداتی گروہوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔

۳۔ اِسی تنوّع کی وجہ سے گروہوں کے درمیان باہمی تعاون، اِمداد، قربانی اور یکجہتی کے اقدار ناپید ہوتے جا رہے ہیں۔

۴۔ رویّوں میں فرق بھی تنوّع کا سبب ہے۔ پاکستان میں بزرگوں اور نوجوانوں کی سوچ، تعلیمی حیثیت اور رویّوں میں فرق نسلوں کے درمیان خلیج (Generation Gap) کا سبب ہے۔ یہ ترقی اور سماجی تغیر کے راستے میں ایک اہم رکاوٹ ہے اور ملک میں ترقی سست روی کا شکار ہے۔

۵۔ تنوّع کی وجہ سے پاکستانی معاشرہ میں غیر صحت مندانہ اقدار وجود پذیر ہو رہے ہیں۔

ہماری زندگی اور معاشرے میں مختلف ثقافتوں، اقدار اور عقائد کا کردار

(Role of Different Cultures, Values and Beliefs in Our Lives and Society)

اگر ہم اپنی زندگی اور معاشرے کا بغور جائزہ لیں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ ہم پر دیگر ثقافتوں، اقدار اور عقائد کا گہرا اثر ہے۔ یہی حقیقت سماجی تغیر کا سبب ہے۔ دیگر ثقافتیں، اقدار اور عقائد اِنسان کی عادات میں تبدیلی کا آئینہ دار ہیں اور کئی مثبت

NOT FOR SALE

چیزیں بھی اپنے ساتھ لاتی ہیں لیکن یہی چیزیں کئی منفی چیزیں بھی اپنے ساتھ لاتی ہیں۔ بیرونی ثقافتی یلغار کئی خرابیوں کا باعث بھی ہے۔ دیگر ثقافتوں، اقدار اور عقائد کا اثر لے کر ہم سماج میں وہ کچھ کرتے ہیں جو یہاں نہیں کرنا چاہیئے۔ یہی تبدیلیاں اکثر مضبوط ثقافت اور اقدار والی اقوام کے فائدے میں ہوتی ہیں۔ سب سے خطرناک پہلو یہ کہ لوگ دیگر ثقافتوں، اقدار اور عقائد کی زد میں آ کر مقامی یا نسلی ثقافت کو فراموش کر دیتے ہیں۔ آج یہ لوگ رحمان بابا اور خوشحال خان خٹک اور علامہ اقبال کے افکار سے اتنے ہی بے خبر ہیں جتنے شیکسپیر سے باخبر ہیں۔ آج ہم کبڈی، گُلی ڈنڈا اور نشانہ بازی جیسے روایتی کھیلوں سے اتنے بے خبر ہیں جتنے کرکٹ سے باخبر ہیں اور یہ ہمارا ایک قومی المیہ ہے۔ دیگر ثقافتوں، اقدار اور خیالات کا ایک فائدہ بھی ہے اور وہ یہ کہ سوچ کے انداز میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ لوگ موازنہ کرنے کے قابل بن جاتے ہیں اور اپنے اقدار و ثقافت میں مثبت اور کارآمد تبدیلیاں لانے کے قابل بن جاتے ہیں۔

آج ہماری ثقافت اِس وجہ سے مغربی ثقافتوں کی زد میں ہے۔ مغربی طرزِ حیات بطور جدیدیت اور ترقی کی علامت سمجھی جاتی ہے جبکہ اپنی ثقافت، اقدار، رسوم و رواجات، روایات اور عقائد کو فرسودہ، کمزور، بے کار اور روایتی سمجھا جانے لگا ہے۔ جدید چیزوں میں کشش زیادہ ہوتی ہے لیکن بدقسمتی سے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ یہ نئی چیزیں ہمارے لئے کارآمد بھی ہیں یا نہیں۔ اس میں ایک منفی عنصر یہ ہے کہ ہم ان چیزوں کو فیشن کی وجہ سے اختیار کر لیتے ہیں۔

چونکہ آزادی سے پہلے ہم برطانیہ کی نوآبادیات کا حصہ تھے۔ اِسلئے انگریزی ثقافت کا ہم پر ایک اثر رہا ہے جو آج تک محسوس کیا جا رہا ہے۔ انگریزی زبان اور لباس کا اِستعمال جدیدیت کی علامت ہے۔ جو لوگ ترقی یافتہ ممالک میں ملازمت یا کاروبار کے لیے عرصہ دراز تک مقیم رہتے ہیں اور پھر اپنے ملک واپس آتے ہیں تو وہ کچھ اچھی اقدار بھی ساتھ لاتے ہیں مثلاً وقت کی پابندی، قطار بنانے اور باری کا اِنتظار، اچھے طریقے سے ملنا، نرمی کا مظاہرہ کرنا اور صفائی وغیرہ کا خیال رکھنا وغیرہ۔ میڈیا کے ذریعے بھی ہمارے معاشرہ میں بیرونی اقدار، ثقافتیں اور عقائد نفوذ پذیر ہو رہے ہیں جس کے اچھے اور بُرے دونوں قسم کے اثرات ہیں۔

تنوع کے حوالے سے پاکستانی ثقافت اور عالمی ثقافت میں فرق

(Difference in Pakistani and International Culture With Reference to Diversity)

پاکستانی ثقافت اور عالمی ثقافت میں فرق موجود ہے۔ پاکستانی ثقافت کئی گروہی ثقافتوں کا مجموعہ ہے تمام نسلوں کے باہمی تعلق اور انحصار کی بنیاد پر ایک نئی قومی ثقافت وجود پذیر ہوئی ہے جسے پاکستانی ثقافت کا نام دیا گیا ہے۔ اِن مختلف ثقافتوں کو آپس میں باندھنے کیلئے مذہبی اقدار اہمیت کی حامل ہیں۔ پاکستانی ثقافت میں عدم برداشت، عدم قبولیت، عدم رواداری جیسے مسائل موجود ہیں۔ مساوات کا فقدان ہے اور طبقاتی زندگی وجود پذیر ہو چکی ہے۔ اِس ثقافت میں معاشی مفادات کو اولیت حاصل ہے اور قومی ثقافت مختلف نسلوں کے اِقتصادی مفادات کے گرد گھومتی ہے۔

پاکستانی معاشرے میں تنوع کو ختم نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کو برداشت کی حد تک رکھا جائے۔ اسی طرح اس تنوع کو مثبت انداز میں صحت مندانہ مقابلہ کے لیے استعمال کیا جائے۔ بین الاقوامی ثقافت میں وہ مسائل نہیں جو پاکستانی ثقافت میں نظر آتے ہیں۔ عالمی سطح پر ہر قوم کو اپنی خواہشات، چاہتوں، ترجیحات اور پسند ناپسند کے مطابق زندہ رہنے اور ترقی کرنے کا حق حاصل ہے۔ کسی قوم کو مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کوئی خاص ثقافت اِختیار کرے۔ عالمی سطح پر تنوع کا انداز مثبت ہے اور یہ جتنی زیادہ ہوگی دُنیا اُتنی ہی صحت مندانہ انداز میں مقابلے کی وجہ سے ترقی کرے گی۔ قرآن کریم کی سورۃ الحجرات میں ارشاد خداوندی ہے کہ ہم نے لوگوں کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر اُن کو قبائل اور قوموں میں تقسیم کیا تاکہ اُن کی پہچان ہو۔ اِسلئے عالمی تنوع کی ترقی شناخت اور پہچان کا سبب ہے۔ اِس تنوع کو ختم کرنے کی بجائے مضبوط بنانے کی ضرورت ہے اور یہی اقوام متحدہ اور دیگر عالمی اِداروں کی خواہش بھی ہے۔ تاہم اِن انفرادی ثقافتوں کی ترقی کا مقصد غلبہ یا دوسروں پر بالادستی و فوقیت حاصل کرنا نہیں ہونا چاہیئے۔ آج عالمی تہذیبوں اور ثقافتوں کے درمیان اِختلافات کے خاتمہ اور ایک دوسرے کو سمجھنے کیلئے مکالمہ کی ضرورت ہے۔ اقوام متحدہ کے عالمی منشور میں حق خودارادیت کو تسلیم کر لیا گیا ہے جس کے مطابق ہر قومیت کو اپنے سیاسی مستقبل کا فیصلہ کرنے کا اِختیار حاصل ہے۔ یعنی لوگوں کے ایسے گروہ جس میں لوگوں کی نسل، زبان، عادات، رسم و رواج، رہائش، مفادات اور روایات وغیرہ مشترک ہوں اور دوسرے گروہوں سے مختلف ہوں تو اُن کی

NOT FOR SALE

حق خودارادیت کے ذریعہ حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ یہی عالمی تنوع ہے جو اِس دُنیا کی ترقی، امن اور خوشحالی کا باعث ہے۔

عالمی سطح پر تنوع (اُجاگر کرنے کی ضرورت)

(Need for Celebrating Diversity at Global Level)

بین الاقوامی ثقافت میں تنوع اِنسانی معاشروں یا ثقافتوں کی مختلف اقسام کے مجموعے کا نام ہے۔ یہ دُنیا مختلف نسلوں، زبانوں، رسم رواج اور مذاہب کے لوگوں پر آباد ہے۔ ہر ایک کی اپنی اپنی ثقافت ہے لیکن اِس اِنفرادیت کے باوجود وہ اِس دُنیا میں بھی رہ رہے ہیں اور اِنکا تنہا سفر کرنا ممکن نہیں۔ اِسطرح اِن کے باہمی ملاپ سے عالمی ثقافت بنتی ہے جسکی بنیاد تنوع پر ہے۔ ماہرین بشریات کا خیال ہے کہ اِنسان آج سے بیس لاکھ سال پہلے افریقہ میں پیدا ہوئے اور آہستہ آہستہ دُنیا میں پھیلتے گئے۔ بطور مسلمان ہمارا عقیدہ ہے کہ دُنیا میں سب سے پہلے حضرت آدمؑ اور حضرت حوا بی بی کا ظہور ہوا۔ آپ دونوں کی نسل دُنیا میں پھیلتی گئی۔ اِنسان کا منبع ایک ہی ہے۔ اپنی انفرادیت کو برقرار رکھتے ہوئے اِتحاد و اِتفاق اور باہمی مدد و تعاون کی ضرورت ہے اور یہ تنوع تسلیم کرنے اور اُجاگر کرنے سے ممکن ہے۔

اقوامِ متحدہ کی جنرل اِسمبلی نے ایک قرارداد کے ذریعے اِس دن کے منانے کیلئے 21 مئی کو مقرر کیا۔ اقوام متحدہ نے ثقافتی تنوع کے حوالے سے ہر بین الاقوامی کوشش کی حوصلہ افزائی کی۔ اگر عالمی سطح پر ماہرین اور اِدارے تنوع منانے پر متفق ہیں تو مطلب یہ ہے کہ اِس میں انسانیت کی خیر ہے۔

عالمی سطح پر تنوع کو منانے کی ضرورت بہت اہم ہے۔ ہم تنوع سے آزاد دُنیا قائم نہیں کر سکتے اور ہمیں اِس دُنیا میں رہنا ہے جہاں تنوع ایک لازمی امر ہے۔ کسی کی اِنفرادیت ختم کرنا ممکن نہیں اور نہ یہ اِنصاف کا تقاضا ہے۔ اِس سے قومیتوں کو اپنی اِنفرادیت اور پہچان مضبوط کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اِس سے ہر فرد، اِدارے، گروہ اور ریاست کو اپنی مرضی کی ثقافت اِختیار کرنے اور اِسے توانا بنانے کا موقع میسر آتا ہے۔ یہ دُنیا مختلف پھولوں کا ایک چمن ہے جس میں ہر قوم ایک مختلف پھول کی طرح ہے۔ ہر پھول کی مختلف شکل، انداز اور رنگ چمن کے حسن کا سبب ہے۔ یہی تنوع مثبت اور تخلیقی موازنے و مقابلے اور ترقی کا سبب بنتا ہے۔ کسی فرد، اِدارے یا گروہ کو زبردستی کسی ایک ثقافت میں زندگی گزارنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ فطرت کے خلاف ہے۔ دُنیا کی خوبصورتی اور خوشی اِسی میں ہے کہ ہر قومیت اپنی اِنفرادیت کو برقرار رکھتے ہوئے اِجتماعیت میں

بھی فعال کردار ادا کرے۔

عالمی سطح پر تنوّع کو مضبوط بنانے کے طریقے
(Ways to Strengthen Diversity at Global Level)

بین الاقوامی سطح پر تنوّع کو مضبوط کرنے کی ضرورت بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اِس سے قومیتوں کو اپنی اِنفرادیت اور پہچان مضبوط کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اِس سے ہر فرد، اِدارے، گروہ اور ریاست کو اپنی مرضی کی ثقافت اِختیار کرنے اور اِسے توانا بنانے کا موقع میسر آتا ہے۔ یہ دُنیا ایک گلدستے کی طرح ہے جس میں ہر قوم ایک مختلف پھول کے رنگ کی طرح ہے۔ ہر پھول کی مختلف شکل اور رنگ گلدستے کی خوبصورتی کا سبب بنتا ہے۔ یہ مثبت اور تخلیقی مقابلے اور ترقی کا سبب بنتا ہے۔ کسی فرد، اِدارے یا گروہ کو زبردستی کسی ایک ثقافت میں زندگی گزارنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ فطرت کے خلاف ہے۔ دُنیا کی خوبصورتی اور خوشی اِسی میں ہے کہ ہر قومیت اپنی اِنفرادیت کو برقرار رکھتے ہوئے اِجتماعیت میں بھی فعال کردار ادا کرے۔ اِس مقصد کیلئے درج ذیل طریقے اِختیار کئے جا سکتے ہیں:

۱۔ عالمی قوانین اور اِداروں کے ذریعے تنوّع کو مضبوط کرنے کی کامیاب کوشش کی جا سکتی ہے اور اِس طریقے پر کسی حد تک عمل بھی کیا گیا ہے۔ یہ قوانین اور اِدارے گروہوں اور قوموں کی اِنفرادی حیثیت برقرار رکھنے اور اِسے مزید مضبوط بنانے کیلئے موثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔

۲۔ زبانوں کی بقاء اور ترقی کیلئے حکومتی اِقدامات کی ضرورت ہے تاکہ ثقافتی نفوذ سے زبانیں ختم نہ ہوں۔ عوامی سطح پر زبانوں کی ترقی کیلئے کام کرنے اور تنظیمیں بنانے کی اشد ضرورت ہے۔

۳۔ عالمی قوانین کے اور بنیادی اِنسانی حقوق کے عالمی منشور کے مطابق ثقافتی حقوق اِنسانی حقوق کا لازمی حصہ ہیں۔ ثقافتی سرگرمیوں میں حصہ اور ثقافت کی ترقی ہر فرد اور گروہ کا بنیادی حق ہے اور ریاستوں کو اِس حق کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ متفرق ثقافتوں کی حفاظت سے تنوّع مضبوط کرنے میں مدد ملے گی۔

۴۔ ہر ریاست کیلئے لازمی ہے کہ مادری زبانوں میں بچوں کو تعلیم دینے کا اِنتظام کرے۔ یہ سرگرمی بھی عالمی سطح پر تنوّع کی مضبوطی کیلئے اہمیت کی حامل ہے۔

۵۔ کمزور ثقافتوں کو طاقتور ثقافتوں کی یلغار سے بچانے کیلئے عالمی برادری کو کردار ادا کرنا ہوگا۔ اِس مقصد کیلئے بین

الاقوامی معیار کے میڈیا کو اِستعمال کرنا ہوگا اور اِس میڈیا پر چند اخلاقی پابندیاں بھی لگانی ہونگی۔

۶۔ اِنسانی تعلقات میں عدم قبولیت اور عدم برداشت کی حوصلہ شکنی کرنی ہوگی۔ عالمی رواداری کا ماحول پیدا کرنا وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔ دُنیا کو جیو اور جینے دو کی پالیسی پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

۷۔ عالمی برادری کو بھی باہمی تعلقات میں زور اور طاقت کے اِستعمال کو خیرباد کہنا ہوگا۔ مکالمے اور شائستگی کا راستہ اِختیار کرنا ہوگا۔

اِن مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے عالمی سطح پر سنجیدہ کوششوں کی ضرورت ہے۔ ممالک کو بھی سنجیدگی کے ساتھ فعال کردار ادا کرنا ہوگا اور لوگوں اور گروہوں کو بھی سرگرمی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔

پاکستان میں اقداری تنوّع کے فروغ کے طریقے
(Ways of Promoting Value Diversity in Pakistan)

پاکستان میں کئی نسلی گروہ آباد ہیں اور ہمیں اِس نسلی و لسانی تنوع کے ساتھ رہنا ہے۔ یہ تنوع مثبت مقابلے اور پائیدار ترقی کا سبب بھی ہے۔ نصاب اور تعلیم کے ذریعے اقداری تنوع کو مضبوط کیا جا سکتا ہے۔ کسی بھی معاشرے میں مثبت تبدیلی لانے کیلئے نصاب اور نظام تعلیم کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ جہالت کا خاتمہ وقت کی ضرورت ہے۔ کورس میں ایسے مواد کو شامل کیا جائے جو طلباء و طالبات میں برداشت، قبولیت اور رواداری پیدا کرے۔ تعلیم کو اولیت دینی چاہیئے اور یہ کہ تعلیم برائے روزگار نہیں بلکہ برائے اِنسانیت ہو۔ نسلی و سماجی ہم آہنگی پیدا کرنے والے مواد کو نصاب میں شامل کرنا ضروری ہے۔ مذہب بھی اقداری تنوع کی قبولیت کا سبب بن سکتا ہے۔ پاکستانی معاشرہ میں اس کو ممکن بنایا جا سکتا ہے یعنی برداشت اور رواداری کے درس کے ذریعے دراصل مذہب کی غلط تشریح بھی اقداری تنوع کیلئے راستے بند کر سکتی ہے۔ اِسلام کا واضح پیغام اِنسانی مساوات ہے۔ اِسلامی تعلیم کا اِس کی اصل روح کیساتھ نافذ کرنا معاملے کا اصلی حل ہے جس میں برداشت ہے، تعاون ہے، مساوات ہے جو اقداری تنوع کے دوسرے رُخ ہیں۔ علماء اور مشائخ ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ یہی ہم آہنگی اقداری تنوع ہے۔ اِس مقصد کیلئے منبر اور لاؤڈ سپیکر کا اِستعمال بہت موثر ثابت ہو سکتا ہے۔

ذرائع ابلاغ کو اِنسانی مساوات کے درس کیلئے کام میں لایا جا سکتا ہے۔ غیر ضروری نشریات سے بہتر ہے کہ

NOT FOR SALE

پاکستان میں اقداری تنوع کو مضبوط بنانے کی کوشش کی جائے۔ میڈیا کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اخبار، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے عوام میں بیداری اور شعور کو اُجاگر کیا جاسکتا ہے۔ اگر پاکستان کی تمام اقوام کو بلاامتیاز حقوق دیے جائیں اور اِن حقوق کو آئینی تحفظ بھی حاصل ہو تو اقداری تنوع کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ اِس سلسلے میں اِنصاف پر مبنی اِختیارات کی تقسیم ہونی چاہیئے۔ پاکستانی قیادت کا اولین فرض یہ ہے کہ نسلوں اور صوبوں کے درمیان تلخیوں کا خاتمہ کیا جائے اور اِنصاف اور مساوات سے کام لیا جائے۔ پاکستان میں ایک خودمختار اور آزاد عدلیہ کی ضرورت ہے۔ اِنصاف کا نہ ہونا بھی اقداری تنوع کے قیام کیلئے رکاوٹ ہے۔ قابلِ قبول اقداری تنوع کیلئے ایک باوقار اور آزاد عدلیہ کے علاوہ اِنصاف کے قابلِ قبول نظام کی ضرورت ہے۔ جب سستا اور فوری اِنصاف میسر ہو تو اقداری تنوع کو قائم کیا جاسکتا ہے۔

جائز شکایات کا ازالہ بھی اقداری تنوع کی بنیاد ہے۔ اگر کسی گروہ، فرقے یا علاقے کی کوئی جائز شکایت ہو تو حکومت کیلئے ترجیحی بنیادوں پر اِن کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔ اِس سے کمزور اور مظلوم قومیتوں اور گروہوں میں اِحساسِ تحفظ پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہ بھی اپنے آپ کو اِس ملک کے مساوی شہری سمجھتے ہیں۔ پاکستان میں اقلیتیں بھی آباد ہیں اُنہیں برابر کے شہری کا درجہ دینا ہوگا اور اقلیتوں کا تحفظ یقینی بنانا ہوگا۔ قانونی اور آئینی طریقوں سے پاکستان کے اقلیتوں کا تحفظ لازمی ہے۔ اُن کو یہ اِحساس دلانا ہوگا کہ وہ اِس ملک کے مساوی شہری ہیں۔ آج پاکستان کو ایک مضبوط اقداری تنوع کی جتنی ضرورت ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی۔ اِس میں پاکستان اور پاکستانی عوام کی ترقی اور خوشحالی مُضمر ہے۔

معاشرے میں تنوّع اور رواداری کا فروغ اور اندازِ زندگی
(Life Style That Promotes Diversity and Tolerance in Society)

اندازِ زندگی کو اِس طرح بنایا جائے جو معاشرے میں تنوع اور رواداری کا باعث ہو۔ بہتر یہ ہے کہ اندازِ حیات اور سماجی اقدار اِسلامی اُصولوں پر اساس ہوں تو منفی تنوع کو کم کیا جاسکتا ہے اور تنوع میں یکسانیت پیدا کی جاسکتی ہے۔ ہمیں اِسلامی ثقافت اِختیار کرنے کی ضرورت ہے جہاں ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔ اِس کے علاوہ غیر مسلموں کو بھی باعزت مقام حاصل ہو۔ ہمیں مبنی بر اِنصاف کرد۔ اِسلام اِنسانی مساوات کا درس دیتا ہے۔ جب مساوات کو زندگی کے تمام سرگرمیوں میں سمویا جائے تو ایک اعلیٰ اقداری تنوع کا قیام اور اِس پر عمل ممکن ہوجاتا ہے۔ اگر ہم دوسروں کے

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

اُن حقوق کو تسلیم کرلیں جو اِسلام اور ملک کے دستور میں ہیں تو رواداری اور مثبت تنوع پر بنیاد معاشرہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ جب کسی کی حق تلفی نہ ہوگی تو جھگڑا کس بات کا۔ اگر اندازِ زندگی تعاون، صبر، امن، قربانی، ایثار، مہربانی، رحم، قبولیت اور اِنسانی اِحترام کے اُصولوں پر اساس ہو تو ایسے معاشرے میں تنوع اور رواداری کو ترقی نصیب ہوگی۔ اِس حوالے سے اِحساسِ مدنیت کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے۔ معاشرے میں رہنے کیلئے اندازِ زندگی کو ذاتی مفادات کی جگہ اِجتماعی مفادات کی روشنی میں گزارنا ہوگا۔ اِس انداز سے باہمی رواداری اور تنوع کو ترقی نصیب ہوگی۔ اہم بات یہ ہے کہ اِنسان کو ہر قسم کے اِمتیازات سے بالاتر ہوکر اِنسان سمجھا جائے تو بات بنتی ہے۔ رواداری اور تنوع کو مضبوط بنایا جاسکتا ہے۔ اِس کیلئے رویّوں میں مثبت تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے اور بقولِ لاسکی (Laski) اِس کیلئے اچھے نظامِ تعلیم اور ذرائع ابلاغ کی آزادی کی ضرورت ہوتی ہے۔

مشق

1۔ درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں:

ا۔ جہاں۔۔۔۔۔۔۔ ہو وہاں تشدد اور نفرتیں نہیں ہوتیں۔

۲۔ اقوامِ متحدہ کے منشور میں حقِ ۔۔۔۔۔۔۔ کو تسلیم کیا گیا ہے۔

۳۔ پاکستان میں ایک خودمختار اور آزاد۔۔۔۔۔۔۔ کی ضرورت ہے۔

۴۔ اِسلام اِنسانی۔۔۔۔۔۔۔ کا درس دیتا ہے۔

2۔ درج ذیل جملوں میں صحیح جملوں کو صحیح اور غلط جملوں کو غلط پر نشان لگائیں:

ا۔ پُرامن معاشرہ ترقی کے راستے پر گامزن معاشرہ ہوتا ہے۔ صحیح۔غلط

۲۔ ترقی پذیر اور پسماندہ معاشروں میں تعلیم کی شرح مناسب ہے۔ صحیح۔غلط

۳۔ جنگوں کے بعد کے واقعات خارجہ پالیسیوں پر اثرانداز نہیں ہوتے۔ صحیح۔غلط

۴۔ پاکستان میں کوئی مذہبی اِنتہاپسندی نہیں۔ صحیح۔غلط